

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہناز، کراچی

نبی اکرمؐ بحیثیت حکم و قاضی

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليماً

”پس اے نبی آپ کے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلہ آپ فرمادیں اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر تسلیم خم کر لیں۔“

مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہونے کیساتھ ہی مسلمانوں کے باہمی نزاعات نیز ریاست میں وقوع پذیر ہونے والے جرائم کے سلسلہ میں ایک مربوط نظام عدل یا نظام قضاء کی اشد ضرورت تھی، چنانچہ ابتداء میں سرکارِ دو عالم نے خود منصب قضاء سنبھالا اور اللہ رب العزت نے آپ کی زبردست تائید و نصرت فرمائی متذکرہ بالا آیت طیبہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اسلام سے قبل یا زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ تنازعات کا فیصلہ طے کرنے کیلئے فریقین کسی کو اپنا حکم بنا لیتے اور اس کے فیصلہ کا انتظار کرتے، پھر اگر حکم کا فیصلہ فریقین میں سے کسی کیلئے قابل قبول نہ ہوتا تو وہ کسی اور کو حکم بناتا، اگر اس کا فیصلہ بھی منظور نہ ہوتا تو کسی تیسرے شخص کو حکم بنایا جاتا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا۔ تا آنکہ فریقین کسی ایسے حکم کی تلاش و جستجو میں رہتے جس کا فیصلہ دونوں کیلئے قابل قبول ہو۔ یوں یہ طریقہ کار عہد رسالت تک جاری تھا۔ (۲) العجلائی کہتے ہیں۔ ”شروع شروع میں لوگ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ پنچایت کے طریقہ سے کرتے تھے جو انہوں نے زمانہ جاہلیت ہی سے سیکھ رکھا تھا اور بیچ کا فیصلہ ماننے یا رد کرنے میں وہ آزاد تھے یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اپنا کیس نبی اکرمؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن آپ کے فیصلہ سے راضی نہ ہوا۔ چنانچہ یہ آیت طیبہ نازل ہوئی..... فلا وربك لا يؤمنون..... الخ“ (۳)

بعض تاریخی روایات بھی اس امر کی مصدق ہیں۔ تغلبی نے ابن عباس سے، ابن ابی حاتم نے ابوالاسود سے، مرسلہ، نیز لغوی نے کلبی کا قول بواسطہ ابوصالح ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک یہودی سے ایک منافق (بشر) کا کچھ جھگڑا ہوا۔ یہودی نے فیصلہ کرانے کیلئے جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کی منافق کو دعوت دی اور منافق

نے سردار یہود کعب بن اشرف سے فیصلہ کرانے کیلئے یہودی سے خواہش ظاہر کی۔ یہودی نے کعب بن اشرف کے پاس جانے سے انکار کیا اور جناب رسول اللہؐ سے فیصلہ کرانے پر اصرار کیا۔ مجبوراً منافق کو بھی نبی اکرمؐ کی طرف آنا پڑا۔ غرض دونوں خدمت گرامی میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرمؐ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ جب دونوں (فریقین) اٹھ کر باہر چلے تو منافق یہودی سے چٹ گیا اور کہا کہ فیصلہ کیلئے حضرت عمرؓ کے پاس چلو۔ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے۔ یہودی نے بیان کیا کہ ہم دونوں اپنا معاملہ لیکر حضورؐ کے پاس گئے تھے اور آپؐ نے میرے حق میں فیصلہ دیا۔ لیکن یہ اس فیصلہ پر راضی نہیں۔ حضرت عمرؓ نے منافق سے پوچھا کہ کیا ایسا ہی ہے؟ منافق نے کہا جی ہاں حضرت عمرؓ نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں ابھی (اندر جا کر واپس) آتا ہوں چنانچہ آپ گھر میں داخل ہوئے اور تلوار لئے ہوئے برآمد ہوئے پھر فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہوں۔ (۳)

نبی اکرمؐ کے منصب قضاء سنبھالنے اور تائید الٰہی آجانے کے بعد زمانہ جاہلیت کا وہ رواج ختم ہو گیا کہ ایک قاضی یا حکم کا فیصلہ منظور نہ ہو تو دوسرے اور تیسرے کے پاس جا کر مقدمہ پیش کیا جائے اور جب تک من مرضی کا فیصلہ نہ ہو حکم بنانے اور حکم نہ ماننے کا سلسلہ جاری رہے چنانچہ اسلامی ریاست کے قیام کیساتھ ہی ریاست کے باشندوں پر لازمی قرار دیا گیا کہ وہ اپنے تنازعات کا فیصلہ بارگاہ نبویؐ سے کرائیں اور پھر جو فیصلہ اس عدالت عظمیٰ سے صادر ہوا اسکے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ نبی اکرمؐ نے بامر لٰہی نظام حدود و تعزیرات کو جاری فرمایا اور اپنی زندگی میں حدود و تعزیرات سے متعلق کئی فیصلے صادر فرمائے۔ ان تمام فیصلوں کی مکمل تفصیلات اس مضمون میں نہیں ساسکتیں لہذا سروسرست ہم صرف چند ایسے فیصلوں کا ذکر کریں گے جن کا تعلق جرائم حدود سے ہے اور دیگر مقدمات کے فیصلوں کا ذکر انشاء اللہ آئندہ کسی نشست میں ہوگا۔

مقدمات زنا

۱۔ موطا امام مالک میں زانی محسن کو عہد رسالت میں رجم کرنے کے سلسلہ میں ایک روایت اس طرح ہے ”حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ اسلم قبیلہ کا ایک شخص حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرے زنا کیا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے اسکا ذکر میرے علاوہ کسی اور سے بھی کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ اور اس واقعہ کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں۔ مگر اس شخص کو اس کے دل نے چین سے نہ بیٹھنے دیا وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی کچھ کہا جسکا ذکر وہ حضرت ابو بکر سے کر چکا تھا حضرت فاروق اعظمؓ نے بھی حضرت صدیق کی طرح مشورہ دیا لیکن وہ شخص پھر بھی مطمئن نہ ہوا بار آخر وہ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بتایا کہ میں نے زنا کیا ہے حضرت سعید فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے اس شخص سے تین بار رخ پھیر لیا لیکن وہ وہی بات دہراتا رہا تا آنکہ رسول اللہؐ نے ایک شخص کو اسکے گھر بھیجا تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کہیں کسی مرض یا جنون میں مبتلا تو نہیں گھر والوں نے کہا کہ وہ تو بالکل صحت مند ہے پھر نبی اکرمؐ

نے اس سے پوچھا کہ تو شادی شدہ ہے یا کنوارا؟ اس نے کہا کہ وہ شادی شدہ ہے پھر آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔“ (۵)

۲۔ زانی مصحین کو رجم کی سزا دینے کا ایک واقعہ صحیح بخاری میں زانی نصن کو رجم کی سزا دے جانے کا ایک اور واقعہ یوں مذکور ہے۔

”صحیح بخاری میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ اسلم قبیلہ کا ایک شخص نبیؐ کے پاس آیا اور اس نے اعتراف زنا کر لیا تو آپ نے پوچھا ”ابک جنون؟“ کیا تجھے جنون کا مرض لاحق ہے۔ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے پھر سوال کیا کہ ”تو شادی شدہ ہے؟“ اس نے کہا ہاں جب یہ تمام مراحل طے ہو چکے تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا جب اس پر پتھروں کی بارش ہوئی تو وہ بھاگ کھڑا ہوا مگر اس پر مسلسل پتھر برسائے گئے۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس موقع پر نبیؐ نے اس کے حق میں کلمہ خیر کہا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ابن جریج اور یونس نے جو

روایت امام زہری سے کی ہے اس میں نماز جنازہ کا ذکر نہیں کیا“ (۶)

جبکہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ”اس واقعہ سے دو تین دن بعد لوگ ایک جگہ جمع تھے کہ رسول اللہؐ تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ ماعز بن مالک کیلئے بخشش کی دعا کرو، صحابہ کرام نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک جماعت پر تقسیم کر دیا جائے تو یہ اس کیلئے کافی ہوگی۔ سنن ابی داؤد میں ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اس وقت وہ جنت کی نہروں میں غوطہ زن ہے“ (۷)

۳۔ موطا امام مالک میں ایک زانیہ کو ہڈ لگائے جانے کا واقعہ اس طرح مذکور ہے۔ ”یعقوب بن زین بن طلحہ کی روایت ہے کہ ان کے والد زید بن طلحہ نے عبد اللہ بن ابی ملیک سے روایت کی ہے کہ ایک عورت رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ وہ زنا سے حاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بچے کی ولادت کے بعد آنا۔ چنانچہ وضع حمل کے بعد وہ پھر آئی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ”جاؤ“ اسے دودھ پلاؤ اور مدت رضاعت پوری کرنے کے بعد آنا، تیسری بار وہ آئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ بچہ کسی کی کفالت میں دینا ضروری ہے جب وہ بچے کو کسی کے سپرد کر کے آئی تو آپ نے رجم کا حکم دیا اور اسے رجم کیا گیا۔“ (۸)

صحیح مسلم کی روایت میں مندرجہ ذیل کلمات کے اضافہ کیساتھ مذکور بالا روایت ہے۔

”یعنی نبی اکرمؐ کے حکم سے اس کے لئے سینے تک گڑھا کھودا گیا۔ اس کے بعد اسے رجم کیا گیا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ آپ ایک زانیہ کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے ستر افراد پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کی بخشش کیلئے کافی ہو۔ اس سے بہتر توبہ کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اس نے اپنے آپ کو اپنے گناہوں کے عذاب سے بچا لیا۔“

یہ روایت متعدد طرق سے مرسل مروی ہے، محدثین کرام کے ہاں بھی مشہور ہے۔ ابو داؤد میں عمران بن حصین کی روایت میں ہے کہ یہ عورت جھینہ قبیلہ سے تھی۔ صحیح مسلم کے مطابق یہ عامہ یہ قبیلہ سے تھی جو جھینہ قبیلہ کی ایک شاخ کا نام ہے۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ نبی اکرمؐ خود بھی اس عورت کے رحم کئے جانے کے وقت حاضر تھے آپ نے پنپنے کے دانے کے برابر ایک کنکر اس پر پھینکا پھر فرمایا ار مو اوایا کم و جھہا اس وقت حضور اپنے فخر پر سوار تھے۔ ”جناب رسول اللہؐ خود بھی رحم کے وقت موجود تھے اور آپ نے بھی پتھر سے اسے مارا جو کہ پنپنے کے دانے کے برابر تھا آپ اس وقت فخر پر سوار تھے اور آپ نے فرمایا خبردار اس کے چہرہ کو بچا کر مارنا“ (۱۰)

سنن ابی داؤد میں ذکر بایں سلیم کی سند کیا تھا ہے جس میں یہ زائد عبارت موجود ہے کہ آپ نے اسے پنپنے کے دانے کے برابر کنکری ماری اور فرمایا اسے پتھر مارو لیکن چہرے سے احتراز کرنا۔ پھر جب اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا تو اسے نکال کر آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱۱)

۴۔ موطا امام مالک میں ایک یہودی جوڑے کو رحم کرنے کا واقعہ اس طرح ہے۔ ”نافع عبد اللہ بن عمر سے بیان کرتے ہیں کہ چند یہودی نبی اکرمؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ انکے ہاں ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے آپ نے پوچھا تو رات میں زنا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم انکو ذلیل و رسوا کرتے اور کوڑے لگاتے ہیں۔ اس وقت حضرت عبد اللہ بن سلام ہاں موجود تھے انہوں نے کہا تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تو رات میں زنا کی سزا رحم ہے۔ یہودی تو رات لائے اور متعلقہ حصہ پڑھنا شروع کیا لیکن ایک شخص نے آیت رحم پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رحم موجود تھی۔ اسکے بعد انہوں نے تسلیم کیا کہ زانی کی سزا رحم ہے چنانچہ اس یہودی جوڑے کو آپ کے حکم سے رحم کیا گیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ مرد اس عورت پر جھک کر اسے پتھروں سے بچانے کی کوشش کرتا تھا۔ امام مالک کا قول ہے یجنی علیہا۔ یعنی مرد عورت پر جھکتا تھا تا کہ وہ پتھروں سے محفوظ رہے۔“ (۱۲)

سنن ابو داؤد میں بھی روایت قدرے اختلاف کے ساتھ یوں بیان ہوئی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ”چند یہودی ایک زانی مرد اور عورت کو لیکر آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا تم اپنے دو سب سے بڑے عالم میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ صوریا کے دو بیٹے حضور کے پاس لائے۔ آپ نے انہیں قسم دیکر پوچھا کہ تو رات میں زنا کی سزا کیا ہے انہوں نے کہا کہ تو رات میں یہ حکم ہے کہ اگر چار آدمی زنا کے وقوع پذیر ہونے کی شہادت اس طرح دیں کہ ہم نے مرد کا آلہ تناسل عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو دونوں کو رحم کیا جائیگا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ پھر تم انہیں رحم کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا اقتدار ختم ہو گیا اور ہم قتل کو ناپسند کرنے لگے ہیں۔ رسول اللہؐ نے گواہ طلب کر کے۔

چار گواہ آئے اور انہوں نے گواہی دی تو حضور نے رجم کا حکم دیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ مجاہد غیر مقبول الحدیث ہیں، نبی اکرمؐ نے اس جوڑے کو یہودی شہادت کے بغیر رجم کیا تھا یا

تو وحی کی بناء پر یا دو مسلمانوں کی گواہی کی بناء پر یا ان دونوں طرہوں کے اقرار جرم کی بناء پر (۱۳)۔

۵۔ موطا امام مالک میں ایک زانی وزانیہ کو حد لگائے جانے کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ ”ابو ہریرہؓ اور زین بن خالد الجعفی سے روایت ہے کہ دو آدمی اپنا بھگڑا آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ ایک نے کہا اے خدا کے رسول ہمارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے، دوسرے نے جو کچھ دار تھا کہا ہاں یا رسول اللہ کتاب اللہ کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیے اور مجھے اصل واقعہ پیش کرنے کی اجازت دیجئے۔ نبی اکرمؐ نے اس شخص سے فرمایا کہ بات کرو، اس نے عرض کیا کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا اس نے اسکی بیوی سے زنا کیا اس شخص نے مجھے کہا کہ میرے بیٹے کو رجم کیا جائیگا۔ میں نے بطور فدیہ سو بکریاں اور ایک لونڈی پیش کی لیکن میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے کو ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ملے گی۔ اور عورت کو رجم کیا جائیگا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا خدا کی قسم میں تمہارے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ سنو! تیری لونڈی اور بکریاں تجھے واپس کی جائیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہوگی۔ آپ نے انیس اسلمی کو دوسرے شخص کی بیوی کے پاس بھیجا کہ اگر وہ اعتراف جرم کر لے تو اسے رجم کیا جائے چنانچہ اسنے اعتراف پر اسے رجم کیا گیا“ (۱۴)۔

۶۔ موطا امام مالک ہی میں ایک روایت ایک زانی کو کوڑوں کے سزا دئے جانے کے بارے میں اس طرح ہے۔ ”زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کے مبارک دور میں ایک شخص نے زنا کا اعتراف کیا۔ آپ نے اس کیلئے کوڑا منگوایا۔ چنانچہ ایک ٹوٹا ہوا کوڑا آپ کو پیش کیا گیا آپ نے فرمایا اس سے مضبوط لاؤ، اسی وقت بالکل ایک نیا کوڑا لایا گیا جس کی اطراف ابھی تک تھسی نہیں تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا اس سے کم تر درجہ کا کوڑا لیکر آؤ پھر ایک ایسا کوڑا لایا گیا جس میں پوند لگے ہوئے تھے۔ اور وہ نرم تھا۔ تب اس شخص کو آپ کے حکم سے کوڑے لگائے گئے۔ اس موقع پر رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! وقت آ گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی حدود سے باز رہو۔ اگر کوئی شخص اس گندگی میں ملوث ہو جائے تو وہ اپنی اس برائی کی پردہ پوشی کرے جیسا کہ اللہ نے اسکی پردہ پوشی کی اور جو شخص اپنے آپکو ہمارے حوالے کر دیا اسے اللہ کی کتاب کے مطابق سزا دی جائیگی۔ (۱۵)۔

۷۔ سن بنی قریظہ اور دار قطنی کی ایک روایت زانی کو کوڑا لگانے کی اس طرح ہے۔

”سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کے دور میں ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہوگئی۔ اس سے پوچھا گیا کہ کس نے تمہیں حاملہ کیا؟ اس نے کہا ایک معذور شخص نے اس معذور شخص سے پوچھا گیا تو اس نے اعتراف جرم کر لیا، حضورؐ نے فرمایا کہ وہ تو اتنا کمزور ہے کہ کوڑوں کا تحمل نہیں ہو سکتا پھر آپ نے اسے کھجور کے ایسے گچھے سے مارنے کا حکم دیا جس میں تقریباً سو شاخیں ہوں“ (۱۶)۔

مقدمات قذف

سنن نسائی میں حد قذف نافذ کئے جانے کا ذکر ملتا ہے روایت حسب ذیل ہے۔

”ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میری براءت نازل ہوئی تو نبی منبر پر چڑھے اور آپ نے متعلقہ آیات کی تلاوت کی۔ پھر آپ منبر سے اترے اور دو مردوں اور ایک عورت کو قذف کی سزا کا حکم دیا۔ چنانچہ ان پر حد لگائی گئی“ (۱۷)

مقدمات سرقہ (چوری)

۱۔ اسلام میں سب سے پہلے جس شخص پر حد سرقہ جاری کی گئی وہ خیابن عدی بن نوفل بن عبد مناف ہے اور عورتوں میں جس پر حد جاری ہوئی وہ بنو خزوم کی ایک عورت مرۃ بنت سفیان بن عبد الاسد ہے۔

قرطبی کہتے ہیں کہ اسلام میں مردوں میں سب سے پہلے جسکا ہاتھ کاٹا گیا وہ خیابن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھا اور عورتوں میں سب سے پہلے جسکا ہاتھ کاٹا گیا وہ مرۃ بنت سفیان بن عبد الاسد ہے۔ جن کا تعلق بنی خزوم سے تھا۔ (۱۸) ”نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ نبی اکرم نے ایک؛ حال کی چوری کی سزا میں جس کی قیمت تین درہم تھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا“ (۱۹)

۲۔ موطا امام مالک میں نفاذ حد سرقہ کے سلسلہ میں ایک نظیر اس طرح ملتی ہے۔

”عبد اللہ بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ لہ حضور کے اس ارشاد کا علم ہوا کہ جس نے ہجرت نہ کی وہ ہلاک ہوا تو وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے اور اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر مسجد میں سو گئے۔ اسی اثناء میں ایک چور مسجد میں داخل ہوا اور اس نے چادر اپنے قبضے میں لے لی۔ حضرت صفوان نے اسے پکڑ لیا اور نبی اکرم کی خدمت میں لے آئے۔ حضور نے پورا واقعہ سننے کے بعد اسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ صفوان نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا میں اسے معاف کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس آنے سے قبل تم نے اسے کیوں معاف نہ کر دیا۔“ (۲۰)

۳۔ بخاری و مسلم میں حد سرقہ کے سلسلہ میں ایک روایت حسب ذیل ہے۔

”بنو خزوم کی ایک خاتون کے معاملہ نے سنگینی اختیار کر لی جس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا اس پر قریش پریشان ہوئے اور باہم مشورہ سے حضرت اسامہ کو نبی اکرم کے پاس بھیجے کا فیصلہ کیا کیونکہ حضور کو ان سے بڑی محبت تھی اور وہی اس طرح کی بات کرنے کی جرات کر سکتے تھے۔ چنانچہ اسامہ نے آپ سے بات کی اس پر نبی اکرم نے فرمایا کیا تو حدود الدیہ کے بارے میں سفارش کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت اسامہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کیجئے۔ عشاء کے وقت نبی اکرم منبر پر چڑھے اور خطبہ ارشاد فرمایا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی اور فرمایا اب بعد اتم سے پہلے بہت سے لوگ محض اس وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں کہ جب ان میں سے کوئی با اثر آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا۔ لیکن جب یہی جرم کمزوروں سے سرزد ہوتا تو ان پر حد قائم کی جاتی۔

اسکا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا اور اس مخزومی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔^(vi)

۴۔ مصنف عبدالرزاق میں ایک غلام کو حذر قد لگائے جانے کا بیان اس طرح ہے۔

” (نبی اکرم کی خدمت میں ایک غلام لایا گیا جس نے چوری کی تھی وہ چارم - بدلایا گیا اور آپ نے ہر بار اسے چھوڑ دیا۔ جب پانچویں بار اس جرم میں اسے پیش کیا گیا تو اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھٹی بار پھر اس نے چوری کی تو اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ ساتویں بار اس جرم کی پاداش میں اس کا دوسرا ہاتھ اور آٹھویں بار اس کا دوسرا پاؤں کاٹ دیا گیا) (۲۲)

۵۔ عادی چور کو سزا دیئے جانے کے بارے میں ایک روایت اس طرح ہے۔

”نبی اکرمؐ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا اسے قتل کر دو، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے صرف چوری کی ہے تو آپؐ نے اسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اسکے بعد ایک اور چور چوری کے جرم میں آپؐ کی خدمت میں لایا گیا آپؐ نے فرمایا اسے قتل کر دو، صحابہ نے وضاحت کی کہ اس نے صرف چوری کی ہے۔ آپؐ نے قطع یہ کا حکم دیا۔ چنانچہ عادی چور ہونے کی بناء پر اس کے چاروں ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اس کے بعد اسی شخص نے اپنے منہ کے ذریعہ چوری کی اور پکڑا گیا اسے حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔“ (۲۲)

۶۔ ذارقطنی میں ایک روایت بچے چرانے (اغوا کرنے والے) شخص پر حد جاری کرنے کے بارے میں یوں مذکور ہے۔۔۔ ”مروان بن حکم جب مدینہ کا گورنر تھا تو اسکے پاس ایک شخص لایا گیا جو بچوں کو اغواء کر کے انہیں کسی دور دراز علاقہ میں فروخت کرتا تھا۔ مروان نے ممتاز فقہاء اور علماء مدینہ سے مشورہ کیا تو حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جو بچے اغوا کر کے کسی دور دراز مقام پر لے جا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹا، چنانچہ مروان نے بھی آپ کے فیصلے کی روشنی میں اس شخص کا ہاتھ کاٹ دیا۔“ (۲۷)

مقدمات حراہ (ڈاکیتی)

حضرت انس بن مالک کی بیان کردہ روایت سے عہد رسالت میں نفاذ حد حرابہ کا پتہ چلتا ہے روایت کے الفاظ صحیح مسلم میں یوں ہیں۔ ”حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ عرینہ کے کچھ لوگ نبی اکرمؐ کے پاس آئے۔ انہیں مدینہ کی آب و ہوا اس نہ آئی۔ رسول اللہؐ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو صدقہ کے اونٹوں کے باڑے میں جا رہو اور انکا دودھ اور پیشاب پیو، انہوں نے اسی طرح کیا اور تندرست ہو گئے پھر انہوں نے اونٹوں کے چراہوں پر حملہ کر دیا اور انکو قتل کر دیا اور دین اسلام سے مرتد ہو کر رسول اللہؐ کے اونٹوں کو بھگا کر لے گئے۔ نبی اکرمؐ کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا۔ چنانچہ وہ پکڑ کر لائے گئے، آپؐ نے انکے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیے اور

انکی آنکھوں میں گرم سلاخیاں پھر وادیں اور انکو پتے ہوئے میدان میں چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔“ (۳۵)

مقدمات شراب خمر (سے نوشی)

۱۔ عہد رسالت میں سے نوشی کو حد لگائے جانے کے واقعات ملتے ہیں۔ ذیل میں چند واقعات بطور نظیر پیش کئے جاتے ہیں۔ ”انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضورؐ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ چنانچہ آپؐ نے دو چھڑیوں سے اسے چالیس بار مارا، حضرت ابوبکرؓ نے بھی اپنے دور میں ایسی ہی سزا دی۔ جب حضرت عمرؓ کا دور آیا تو آپؐ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا کہ کم از کم مقدار اسی (۸۰) کوڑے ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسی کو قائم اور مقرر فرمایا۔“ (۳۶)

۲۔ ایک اور روایت نفاذ حد شراب خمر کے سلسلہ میں یوں ہے۔

”حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے شرابی کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارا، پھر حضرت ابوبکرؓ کے دور میں چالیس کوڑے لگائے جاتے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں مشورہ کیا کہ سے نوشی کی سزا کیا ہونی چاہیے۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا حد وہی کم از کم مقدار کے برابر مقرر کیجئے۔ چنانچہ آپؐ نے اسی (۸۰) کوڑے مقرر کئے۔“ (۳۷)

۳۔ مصنف عبدالرزاق کی روایت کے مطابق نبی اکرمؐ نے اسی کوڑے حد شراب خمر جاری فرمائی۔ عن الحسن ان النبی ﷺ ضرب فی الخمر ثمانین۔ (۳۸) ”حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے شراب نوشی پر اسی (۸۰) کوڑے مارے۔“

۴۔ کتاب الآثار میں امام محمدؒ نے ایک شرابی کا حد شراب خمر لگائے جانے کا واقعہ یوں لکھا ہے۔

”عبدالکریم بن ابی الحارث بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کے پاس ایک مخمور شخص لایا گیا، آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے جوتوں سے ماریں، اس وقت وہ چالیس تھے ہر شخص نے اس مخمور کو دو دو جوتے مارے۔“ (۳۹)

۵۔ امام بخاریؒ نے ایک روایت نفاذ حد شراب خمر سے متعلق یوں بیان کی ہے:

”عبداللہ بن ابی ملیکہ نے عقبہ بن حراث سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعمان یا نعمان کے بیٹے کو نشہ کی حالت میں لایا گیا۔ یہ بات آپؐ پر گراں گزری اور جو لوگ اس وقت گھر میں تھے انہیں آپؐ نے حکم فرمایا کہ اسے ماریں۔ چنانچہ لوگوں نے اسے چھڑیوں سے اور جوتوں سے مارا اور میں بھی مارنے والوں میں شامل تھا۔“ (۴۰)

۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے بخاری کی ایک روایت نفاذ حد شراب خمر کے بارے میں یوں ہے۔

”حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسکی پٹائی کرو۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اسے اپنے ہاتھ سے مارتا تھا کوئی اپنے

جوتے سے اور کوئی کپڑے سے اسے مارتا تھا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو کسی نے کہا اللہ نے تجھے ذلیل کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو اور اس پر شیطان کی مدد نہ کرو“ (۳۱)

۷۔ سے خوار کو کوڑے لگانے کا ایک واقعہ صحیح بخاری میں حضرت عمر بن خطاب کے حوالہ سے یوں مروی ہے۔

”حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ ایک شخص کو نبی اکرمؐ کے دور میں آپ کے پاس لایا گیا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا۔ یہ نبیؐ کو ہنسیا کرتا تھا۔ اسے حضورؐ نے کوڑے لگوائے کیونکہ اس نے ایک روز شراب پی۔ چنانچہ آپ نے اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا جب کوڑے لگائے گئے تو ایک شخص نے کہا اے اللہ لعنت، اسے کتنی دفعہ لایا گیا مگر نبی اکرمؐ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے“۔ (۳۲)

نبی اکرمؐ خود تو مدینہ طیبہ میں مقدمات کی سماعت فرماتے اور دیگر اطراف و اکناف و ریاست اسلامی میں آپ نے قاضی مقرر فرمائے جو ابتدائی سماعت کیا کرتے اور ضرورت محسوس ہوتی تو مقدمات کو مدینہ کی عدالت عظمیٰ میں منتقل کر دیتے۔ مدینہ منورہ میں بھی آپ نے بعض صحابہ کو قاضی و حکم مقرر فرمایا ذیل میں چند معروف قاضیوں کے اسماء گرامی پیش کئے جاتے ہیں۔

عہد رسالت کے قاضی

- | | | |
|-------------------------|---------------------------|---------------------------|
| ۱۔ حضرت علی | ۲۔ حضرت معاذ بن جبل | ۳۔ حضرت العلاء بن الحضروی |
| ۴۔ حضرت معقل بن یسار | ۵۔ حضرت عمرو بن العاص | ۶۔ حضرت عقبہ بن عامر |
| ۷۔ حضرت حذیفہ بن یمان | ۸۔ حضرت عتاب بن اسید | ۹۔ حضرت دحیہ کلبی |
| ۱۰۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری | ۱۱۔ حضرت عمر بن الخطاب | ۱۲۔ حضرت ابی بن کعب |
| ۱۳۔ حضرت زید بن ثابت | ۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود | |

مندرجہ بالا ۱۰ آیات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ وہ نبی رحمتہؐ جو رحمتہ للعالمین بن کر آئے تھے۔ کسی پر ظلم ہوتا دیکھتے تو رب و جلال کی شان جلالت کا مظہر بن جاتے اور کسی ایسے شخص کیساتھ نرمی نہ برتتے جس نے حدود اللہ سے تجاوز کیا ہوتا۔ آپ کی سختی مظلوم کے حق میں رحمت ثابت ہوتی کہ اسے انصاف مل جاتا۔ تاریخ نے نبی اکرمؐ جیسا حکم، مہربان، عادل اور انصاف پسند حکم اور قاضی شاید ہی کہیں دکھا ہو۔

﴿ حواشی ﴾

- ۱۔ القرآن، النساء، ۶۵
- ۲۔ محمد شہیر ارسلان، القضاء والقضاۃ ص ۶۰
- ۳۔ منبر الجلالی بمقریۃ الاسلام فی عہد الحکم، (دشن، جامعۃ دشن، سند ندارد) ص ۳۳۷
- ۴۔ ثناء اللہ بانی تہی تفسیر مظہری، (کوئٹہ بلوچستان بک ڈپو، ۱۳۰۶ھ/۱۹۸۶ء) ج ۳، ص ۱۵۳، (سورۃ النساء آیت نمبر ۶۴)
- ۵۔ مالک بن انس بن مالک، موطا الامام مالک ج ۱ ص ۱۶۵، کتاب الزنا ص ۱۶۵

- ۶۔ بخاری، الصحیح البخاری، کتاب اللہ و د، باب الرجم بالمصلی، ۷۔ مسلم، صحیح المسلم، کتاب ۲۹ حدیث ۸۲۳۔
- ۸۔ مالک بن انس بن مالک، موطا امام مالک، کتاب اللہ و د، باب فی الرجم، ص ۱۶۶ نیز مسلم، کتاب ۲۹ حدیث ۲۳۔
- ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب ۳۷، باب ۲۴ ترغی، سنن الترمذی، کتاب ۱۵، باب ۹۔
- ۹۔ مسلم، صحیح مسلم، ج ۳ ص ۳۲۳ (کتاب اللہ و د، باب سن اعترف علی نفسه بالزنا)
- ۱۰۔ نسائی، ابوعبدالرحمان، احمد بن اشعث، سنن نسائی، (کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت و کتب، سنن ندارد)
- ج ۳ ص ۶۳، کتاب الجنازہ، باب بالصلوۃ علی المرحوم ۱۱۔ ابوداؤد حجتانی، سنن ابوداؤد، ج ۴ ص ۵۲۔
- ۱۲۔ مالک بن انس بن مالک، موطا امام مالک، ج ۲ ص ۱۶۵، کتاب اللہ و د، باب ماجاء فی الرجم، نیز،
- الشہبانی، محمد بن حسن، موطا امام محمد (لاہور، مسلم، کادی، محمد نگر ۱۴۰۶ھ نومبر ۱۹۸۵ء) ص ۳۶۹، حدیث ۶۹۱۔
- ۱۳۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، ج ۳ ص ۱۵۶، کتاب اللہ و د، باب رجم الیہودین۔
- ۱۴۔ مالک بن انس بن مالک، موطا امام مالک، ج ۲ ص ۱۶۷، کتاب اللہ و د، باب ماجاء فی الرجم۔
- ۱۵۔ ایضاً ص ۱۶۹، کتاب اللہ و د، باب ماجاء فیمن اعترف علی نفسه بالزنا
- ۱۶۔ البیہقی، الحسن البیہقی، ج ۸ ص ۲۳، کتاب اللہ و د، باب الضرر فی خلقہ لامن مرض یحسب اللہ
- ۱۷۔ نسائی، الحسن للنسائی ۱۸۔ قرطبی، ج ۶ ص ۱۶، نیز ج ۱، اول من قطع.....
- ۱۹۔ مالک بن انس بن مالک، موطا امام مالک، ج ۲ ص ۱۷۷، کتاب الحدود، باب ما یجب فیہ انقطع، نیز موطا امام محمد، ص ۳۶۳، حدیث ۶۸۳۔ ۲۰۔ ایضاً کتاب اللہ و د، باب ترک الشفاعة للسارق اذا بلغ سلطان، نیز، ابوداؤد، ج ۴ ص ۳۶۲، حدیث ۶۸۲۔
- دموطا امام محمد، ص ۳۶۲، حدیث ۶۸۲، و بخاری، ج ۳ ص ۶۵۵
- ۲۱۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب اللہ و د، باب کراہیۃ الشفاعة فی اللہ و د، اذ وقع الی السلطان، و صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۳۱۵، کتاب اللہ و د، قلع
- السارق الشریف وغیرہ و انھی عن الشفاعة فی اللہ و د، ابوداؤد، و ابوداؤد، کتاب ۳۷، باب ۱۶، و نسائی کتاب ۴۶، باب ۵، و مسند احمد بن
- حنبل، ج ۲ ص ۱۵۱۔ ۲۲۔ عبدالرزاق، المصنف، ج ۱ ص ۱۸۸، حدیث ۱۸۷۷۳۔
- ۲۳۔ ابوداؤد، کتاب المراسل (کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، سن ندارد) ص ۲۷۔ نیز البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسن بن علی، الحسن
- الکلبی، (بیروت، لبنان، دار الفکر سن ندارد)، ج ۸ ص ۲۷۳، و النسائی، سنن النسائی، ج ۸ ص ۸۹، و حاکم، ابوعبداللہ، خیشا پوری،
- المسند رک (ملکۃ المکتبۃ، دار الباز للنشر، سن ندارد) ج ۳ ص ۳۰
- ۲۴۔ دار قطنی، ابوالحسن علی بن عمر، سنن الدارقطنی (دہلی، مطبعہ فاروق، سن ندارد) ج ۲ ص ۳۷۳
- ۲۵۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب القسامۃ و النجارتین، باب ۵۴۵، حدیث ۴۲۴
- ۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب اللہ و د، باب ۵۵۸، حدیث ۳۳۳۸ ۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب اللہ و د، باب ۵۵۸، حدیث ۳۳۳
- ۲۸۔ عبدالرزاق، مصنف، کتاب اللہ و د ۲۹۔ امام محمد بن حسن الشہبانی، کتاب الآثار، ص ۱۳۷
- ۳۰۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب اللہ و د، باب ۹۵۲، حدیث ۳۱۱۶۷۔ ایضاً حدیث ۱۶۸۱
- ۳۱۔ ایضاً باب ۹۵۳، حدیث ۳۳۱۶۸۔ اعظمی، محمد رضا الرحمن، باقضیۃ الرسول، ص ۲۵۔ ۳۷